۵۶ صفحات، کتابت وطباعت بہتر، قیمت ایک روپیہ۔ پتہ :۔ کتب خانۂ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد۔ دہلی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن چند جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں جن کا تذکرہ قرآن مجید میں بار بار اور بڑے اہتمام سے کیا گیا ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ اُن کی تعلیم تمام تر توحید کی ہی تھی لیکن اس تعلیم پر تغیر وانقلاب کے کتنے اور کیسے دور آئے ہیں جن کے نتیجہ میں یہ تعلیم بالکل مسخ ہو گئی اور اُس کی جگہ اقانیم ثلاثہ کا عقیدہ پیدا ہوا؟ اس کتاب میں جو درحقیقت "مآخذ المسیحیت" کے نام سے ایک زیر تالیف کتاب کی تلخیص ہے، اسی موضوع پر گفتگو کی گئی ہے گویا یہ "مسیحیت" کی مختصر تاریخ ہے، مگر لائق مرتب نے جو کچھ لکھا ہے مستند حوالوں کی روشنی میں لکھا ہے، اور پھر بڑی بات یہ ہے کہ لب ولہجہ اور زبان مناظرانہ نہیں، بلکہ سنجیدہ، متین اور مورخانہ ہے۔

حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ : از ڈاکٹر شیخ فرید۔ تقطیع خورد ضخامت ۱۸۰ صفحات، کتابت وطباعت متوسط۔ قیمت 7/50۔ پتہ :۔ انجمن اسلام اُردو ریسرچ انسٹیٹیوٹ ۹۲، دادا بھائی نوروجی روڈ، بمبئی ــ ۱

حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ (از ۹۶۳ھ تا ۱۰۳۱ھ) برہانپور اکابر اولیاء اللہ میں سے صاحب وجد وحال اور صاحب تصانیف شتیٰ بزرگ تھے، لائق مصنف نے اس کتاب میں جو درحقیقت اُن کے مقالۂ ڈاکٹریٹ کا ایک حصہ ہے حضرت موصوف کے حالات وسوانح۔ احوال ومقامات، ارشادات وتعلیمات اور تصنیفات وتالیفات کا مبسوط تذکرہ لکھا ہے اور جو کچھ لکھا ہے بڑی تحقیق وتلاش اور ممکنۃ الحصول مطبوعہ ومخطوطہ مآخذ کی روشنی میں لکھا ہے، تاریخ وادب کے اساتذہ اور طلبا کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

اُردو مصدر نامہ از مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب واصف۔ تقطیع کلاں، ضخامت ۴۴۴ صفحات، طباعت وکتابت بہتر، قیمت غیر مجلد -/15۔

پتہ :۔ بک ڈپو انجمن ترقی اردو، اُردو بازار، دہلی۔

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اگرچہ ایک عوامی زبان کی حیثیت سے اُردو روز بروز کمزور ہوتی جارہی ہے لیکن علمی اور تحقیقی حیثیت سے وہ برابر شاہراہ ترقی پر گامزن ہے اور اُس کے اس ذخیرہ میں حوصلہ افزا اضافہ مسلسل ہو رہا ہے، چنانچہ یہ کتاب بھی اسی زمرہ میں شامل ہونے کے لائق ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں فارسی کی صفوۃ المصادر کے انداز پر اردو کے مصادر جمع کئے گئے ہیں جو تعداد میں تیرہ سو کے لگ بھگ ہیں ہر مصدر کی نسبت بسط و تفصیل سے یہ بتایا ہے کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے۔ اس کی اصل کیا تھی، اس کے مشتقات کیا ہیں، یہ کن کن معانی میں مستعمل ہوتے ہیں، اپنے دعوی کے ثبوت میں لائق مؤلف نے کثرت سے اساتذہ کے اشعار بھی بہ طور سند پیش کئے ہیں اور بعض جگہ اگر کسی کی رائے سے اختلاف ہے تو اُس کا بھی اظہار کرتے گئے ہیں۔ مگر اس سلسلہ میں بعض جگہ خود موصوف غلط فہمی کا شکار ہوگئے اور جادۂ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں۔ مثلاً ص ۲۴ پر آنا بمعنی چلنا۔ مصنف کو اس پر اعتراض ہے لیکن حق بات وہی ہے جو فرہنگ آصفیہ اور نوراللغات میں ہے اور جس کی سند میں ظفر کا ایک شعر پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح ص ۲۵ پر مصنف کہتے ہیں کہ "آئی" بمعنی موت نہیں آتا۔ حالانکہ آتا ہے اور صحیح بات وہی ہے جو فرہنگ آصفیہ کے مولف نے لکھی ہے اور میر کے شعر سے اُس کی سند پیش کی ہے۔ درحقیقت یہ اہلِ زبان کے وہ استعارات ہیں جو منطقی موشگافیوں سے بلند و بالا اور آزاد ہیں اور انھیں پر بلاغت کا دارومدار ہے، پھر اسی صفحہ پر مصنف نے یہ تو ٹھیک لکھا ہے کہ "آئی" "آنا" سے مشتق اور صفت مونث "آنے والی" کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ لیکن یہاں یہ بھی لکھنا چاہئیے تھا کہ جب یہ لفظ ثانی کے ساتھ بولا جاتا ہے اُس وقت لفظ "آن" بمعنی لمحہ میں یائے نسبت کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے، علاوہ ازیں ص ۲۹ پر موضع کو بروزن مجلس کہنا صحیح نہیں ہے۔ ضاد پر کسرہ نہیں فتحہ ہے۔ بہرحال اسی نوع کے مسامحات سے قطع نظر کتاب بنفسہٖ بہت مفید ہے، بڑی محنت اور تلاش سے لکھی گئی [illegible] عجیب